ڈاکٹر ظفر اقبال :

مصحفی کا ایک صاحب دیوان شاگرد

(شیخ عبدالرؤف شعور)

اردو شاعری کی تاریخ میں مصحفی ایسی شخصیت گذرے ہیں جو کئی جہتوں سے منفرد قرار دیے جا سکتے ہیں۔ شاعری، تذکرہ نگاری، معرکہ آرائی اور کثرت تلامذہ ان کا طرۂ امتیاز ہے۔ خود فرماتے ہیں :

شاگرد تازہ از پس شاگرد می رسید
یعنی رجوع خلق بسویت همان کہ بود

کثرت تلامذہ کے لحاظ سے وہ بعض دیگر شعراء مثلاً جعفر علی حسرت، میر، سودا وغیرہ کی صف میں آتے ہیں۔ ان کے تلامذہ میں بہت سے ایسے ہوئے ہیں جو بجائے خود نامور اور مسلم استاد تھے۔ مصحفی کے تلامذہ کو دو واضح حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، ایک تو وہ کہ جنھوں نے اپنے اور بعد کے زمانوں میں بڑا نام پیدا کیا، دوسرے وہ جو فن شاعری میں تو کسی سے ہیٹے نہیں تھے لیکن کچھ ان کی طبیعت کا انکسار اور کچھ زمانے کے حالات ایسے تھے کہ انہیں وہ شہرت و مقبولیت حاصل نہ ہوسکی جس کے وہ بجا طور پر مستحق تھے۔ مصحفی کے ایسے تلامذہ میں شعور اہم نام ہے۔ اسیر نے ایک قطعے میں اپنے چند اہم معاصر شاگردان مصحفی کے نام اس طرح نظم کیے ہیں :

گوہر ہے قطرہ قطرۂ عمان مصحفی
خورشید ذرہ ذرۂ میدان مصحفی
آتش ، ضمیر ، موجی و تنہا و منتظر
ایسے بہت ہیں زلہ کش خوان مصحفی
مخمور و غافل و ہوس و ساحر و شعور
مسرور و فرد سب ہیں یہ مہمان مصحفی ۱

شعور کا نام شیخ عبدالرؤف تھا-۲ ان کے والد کا نام شیخ حسن رضا تھا، اور عرفیت بستی میاں تھی-۳ شعور کا خاندان تو بلگرام کا تھا لیکن وہ خود لکھنؤ میں پیدا ہوئے-۴ ایک مثنوی میں جو پنجاب یونیورسٹی کے ذخیرۂ شیرانی میں نمبر ۱۹۸۱ پر موجود ہے اور جس کا سنہ تصنیف ۱۲۵۱ھ ہے، وہ اپنے اسلاف کے وطن (بلگرام) کے بارے میں لکھتے ہیں:

ممتاز جوار بالیقیں وہ ہے مردم خیز سرزمیں وہ
والد بھی یہیں ہوئے تھے پیدا دو پشت سے وہ دیار چھوٹا
وہ شیخ حسن رضا ہیں مشہور ہیں واصل حق جناب مغفور ۵

خواجہ عبدالرؤف عشرت نے انہیں کاکوری کا باشندہ قرار دیا ہے،۶ جو لکھنؤ کے قریب ایک قصبہ ہے۔ محسن لکھنوی، گوکل پرشاد، نساخ، ناصر، سری رام، صفا بدایونی اور گارسیں دتاسی نے انہیں بلگرام کی پیدائش بتایا ہے، حالانکہ محولہ بالا مثنوی کے اس مصرعے: دو پشت سے وہ دیار چھوٹا، میں بھی یہ اشارہ موجود ہے کہ وہ بلگرام میں نہیں بلکہ لکھنؤ میں پیدا ہوئے، نیز مصحفی نے جو ان کے استاد تھے اور دوسرے تذکرہ نگاروں کے مقابلے میں زیادہ مصدقہ معلومات کے حامل قرار دیے جاسکتے ہیں، ان کی پیدائش لکھنؤ کی قرار دی ہے-۷

شعور کی تاریخ پیدائش کے بارے میں تمام تذکرہ نگار خاموش ھیں۔ ھم داخلی شہادتوں کی مدد سے ان کی تاریخ پیدائش کا اس اس طرح استخراج کر سکتے ھیں: مصحفی نے ریاض الفصحا میں ان کی عمر اکیس سال بتائی ھے۸ (ریاض الفصحا کا آغاز سنہ ۱۲۲۱ھ اور اختتام سنہ ۱۲۳۶ھ ھے) مصحفی نے شعور کے چچازاد بھائی منشی ظہور محمد ظہور کی بابت لکھا ھے کہ وہ سنہ ۱۲۳۰ھ میں حلقۂ شاگردی میں داخل ھوئے،۹ اور شعور کے بارے میں لکھا ھے کہ "بعد از شاگرد شدن برادر بزرگ او هم بحلقہ تلامذہ فقیر درآمدہ".۱۰ اب سوال یہ پیدا ھوتا ھے کہ مصحفی نے شعور کا ترجمہ کب لکھا، اس سلسلے میں میرا خیال یہ ھے کہ مصحفی نے شعور کا ترجمہ اختتام تذکرہ (۱۲۳۶ھ) کے قریب ھی تحریر کیا ھوگا، اس لیے کہ دیوان اول کا جو قلمی نسخہ ھمارے سامنے ھے اس میں وہ تمام اشعار ملتے ھیں جو مصحفی نے ریاض الفصحاء میں شعور کے انتخاب کے ذیل میں دیے ھیں۔ جیسا کہ ان کے انتخاب اشعار سے ظاھر ھے، ایک نوآموز عموماً اس معیار کے اشعار نہیں کہہ سکتا، لہذا یہ امر قرین قیاس ھے کہ جب ان کا ترجمہ لکھا گیا تو اس وقت انہیں مشق سخن کرتے ھوئے چند برس ضرور گذر چکے ھوں گے، اور وہ ۱۲۳۶ھ کے قریب کا زمانہ ھوگا۔ چونکہ مصحفی نے ریاض الفصحاء میں ان کی عمر اکیس سال بتائی ھے لہذا ھم شعور کی تاریخ پیدائش سنہ ۱۲۱۵ھ کے قریب قرار دے سکتے ھیں۔

شعور نے تعلیم و تربیت کے مراحل لکھنؤ میں ھی طے کیے۔ ان کا ذریعہ معاش زمینداری تھا۔۱۱ انہوں نے لکھنؤ کے ادبی حلقوں میں اپنی طبیعت کی موزونی اور مشق و مزاولت سے جلد ھی خاصا

نام و اثر پیدا کرلیا۔ ان کے استاد نے ان کی شاعرانہ صلاحیتوں کا کس قدر صحیح اندازہ لگایا تھا کہ " ذہنے رسا و طبعے ممیزہ دارد، اگر چندے مشق نمود، دریں فن از بےنظیران روزگار خواہد شد"۱۲، ریاض الفصحاء میں مصحفی نے ان کے ۱۱۹ اشعار کا انتخاب دیا ہے، واضح ہو کہ اس وقت شعور کی عمر اکیس سال کے قریب تھی، اس انتخاب کے معیار سے شعور کی فنی پختگی، قادرالکلامی، شاعرانہ صلاحیت اور غزل گوئی پر ان کی قدرت و گرفت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان کے "معاصرین نے بھی ان کی استادی فن کا اعتراف کیا ہے۔ کلب حسین نادر نے شعور کی اس غزل کی تضمین کی ہے :

اٹھ سکے گا کس سے یہ بار گراں بالائے سر ۱۳

شعور سادہ طبع و عافیت پسند تھے۔ انہوں نے گوشہ نشینی کی زندگی اختیار کرلی تھی۔ انہیں لکھنؤ کی ادبی معرکہ آرائیوں سے بھی کوئی سروکار نہیں رہا، وہ اس حد تک عافیت پسند تھے کہ جب مصحفی اور انشاء باہم معرکہ آرا ہوئے تو مصحفی کے دوسرے شاگردوں، گرم، منتظر اور خلیل وغیرہ کے برعکس انہوں نے انشاء کی شان میں کوئی ہجو نہیں لکھی۔ ہمارے سامنے شعور کا دیوان اول ہے، کم از کم اس میں تو اس قبیل کی کوئی چیز نہیں پائی جاتی۔ تاہم، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ شعور کو اپنے استاد سے کوئی انس و اتحاد نہیں تھا یا ان کے دل میں استاد کا احترام دیگر خواجہ تاشوں کی نسبت کم تھا، انہوں نے اپنے استاد کی شاعرانہ عظمت اور ان سے اپنے نیازمندانہ تعلق کے حوالے سے متعدد شعر کہے ہیں، ان میں سے چند شعر درج ذیل ہیں :

مصحف ہے شعور جس کا ایماں — سمجھے گا وہ قدر مصحفی کی

تصرف فقط روح استاد کا ہے — وگرنہ ہمیں کیا شعور سخن تھا

رکھ کے مصحف ھاتھ میں اس شوخ کے پوچھوں شعور
شک کسی کو ہو اگر استادیٔ استاد میں
اصلاح مصحفی سے وہ لے فن شعر میں
منظور اے شعور جسے استفادہ ھو
میں بھلا کیونکر کروں انکار فیض مصحفی
ہے شعور اب نظم میری صاف تر آئینے سے
شعور سب فیض تیرے استاد کا ہے تو یہ خیال تو کر
عجب نہیں ہے تمام عالم میں ہو جو شہرہ ترے سخن کا

شعور نے صرف اپنے استاد ھی کی مدح نہیں کی ہے، انہوں نے اپنے معاصرین و متقدمین میں سے خواجہ میر درد اور شیخ امام بخش ناسخ کی زمینوں میں متعدد غزلیں لکھ کر ان اساتذہ کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔

تلامذہ:

شعور کا دور لکھنؤ میں شاعری کے شباب کا زمانہ تھا اور ایک ایک گلی کوچے میں متعدد شعراء و تک بند داد سخن دیتے ہوئے نظر آتے تھے۔ اس وقت معمولی شعراء کے بھی دس پانچ شاگرد تو عام سی بات تھی چہ جائیکہ ماھرین فن کے! ایسے عالم میں ھمیں شعور کے شاگردوں کی قلت پر حیرت ھوتی ہے۔ ناصر نے ان کے مندرجہ ذیل شاگردوں کا ذکر کیا ہے:

محمد وحیدالدین وحید، احمد علی کامل، محمد ظہورالدین لئیق، محمد رضا ابر، غیاث الدین تمنا۔

وفات:

شعور کی وفات کے بارے میں کوئی واضح اطلاع نہیں ملتی

ھے- خواجہ عبدالرؤف عشرت نے ان کی تاریخ وفات ۱۲۷۷ھ ۱۸۶۰ع لکھی ھے اور جائے مدفن کاکوری کو قرار دیا ھے- ۱۴ مظفر حسین صبا نے ان کے لیے ماضی کا صیغہ استعمال کرتے ہوئے لکھا ھے کہ "راقم کے والد ماجد سے محبت رکھتے تھے- اردو کے نامور شاعر تھے"- ۱۵ روز روشن کی تالیف ۱۲۹۶ھ میں ہوئی، مظفر حسین صبا کی تاریخ پیدائش ۱۲۷۹ھ ھے؛۱۶- انہوں نے شعور کا ترجمہ ۱۲۹۶ھ میں لکھا، اس وقت صبا کی عمر سترہ سال تھی- اور (عشرت کے درج کردہ سنہ وفات کے حساب سے) شعور کے انتقال کو آٹھ برس کے قریب ہوچکے تھے-

گارسیں دتاسی اپنی تاریخ ادب ہندوستانی میں شعور کے ترجمے کے ذیل میں رقم طراز ہیں "وہ ایک ہم عصر شاعر ہیں لیکن ان کا انتقال ہوچکا ھے" ۱۷- تاریخ ادب ہندستانی کی پہلی جلد ۱۸۳۹ع میں اور دوسری جلد ۱۸۴۷ع میں طبع ہوئی؛ پہلے ایڈیشن میں شعور کا ترجمہ نہیں لکھا گیا ھے"- ۱۸ تاریخ ادب ہندستانی کے دوسرے ایڈیشن کی جلد اول دوم ۱۸۷۰ع اور جلد سوم ۱۸۷۱ع میں طبع ہوئیں- ۱۹ اس کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں شعور کا ترجمہ ملتا ھے-

شعور کی فارسی شاعری:

لکھنؤ میں فارسی شاعری کا چلن نسبتہً محدود رہا، ہم لکھنؤ کے نامور شعراء میں سے بہتوں کے دواوین و کلیات کو فارسی شاعری کے نمونے سے خالی پاتے ھیں- وجہ صاف ظاہر ھے- یعنی وہاں اردو شاعری ھی کو قبول عام کی سند حاصل تھی- فارسی میں چند اساتذہ کے علاوہ ایسے لوگوں نے شعر کہے ھیں کہ، جن میں سے

اکثر اولاً: اپنے تبحرِ علمی کی بناء پر فارسی شعر گوئی پر قادر تھے ، ثانیاً : طبیعت فارسی کی طرف مائل تھی اور وقتاً فوقتاً ایک آدھ غزل سرزد ہوجاتی تھی، ثالثاً:شاہی دربار یا کسی خانقاہ سے وابستگی التزاماً فارسی گوئی سے ربط و تعلق کا وسیلہ تھی۔

شعور کی فارسی شاعری کے بارے میں مظفر حسین صبا نے لکھا ہے کہ "اردو کے نامور شاعر تھے - فارسی میں بھی کہتے تھے"۔۲۰ صبا نے اپنے تذکرے میں شعور کی فارسی شاعری کا جو انتخاب دیا ہے اس سے ان کا شمار ایسے شعراء میں کیا جا سکتا ہے جو کبھی کبھی منہ کا مزا بدلنے کے لیے فارسی میں بھی شعر کہہ لیتے ہوں۔ ان کی فارسی شاعری میں کوئی ندرت نہیں ، نہ توخیال و فکر میں وسعت ہے اور نہ طرز ادا میں جدت۔ رہی اثر آفرینی تو ان کی فارسی شاعری اس سے بھی یکسر خالی ہے۔

ان کے اردو کلام کے بارے میں تذکرہ نگاروں کی یہ آراء ہیں: سعادت خان ناصر لکھتے ہیں " ذہن اس کا رسا ، طرز سخن کلام میں بلاغت تمام"۔۲۱ لالہ سری رام لکھتے ہیں : "کلام سے پختگی ظاہر ہے ، زبان شستہ اور روزمرہ صاف ہے، بہت منجھی ہوئی طبیعت پائی ہے"۔۲۲ شعور کے دیوان اول کے مطالعے کے بعد ہم بھی سری رام کی رائے سے اتفاق کرتے ہیں۔

آثار :

شعور نے اردو میں تین دیوان، فارسی میں ایک مختصر مجموعہ اور ایک مثنوی یادگار چھوڑی ہے۔ ان کے دواوین میں سے کوئی دیوان بھی طبع نہیں ہوا، سب ہنوز قلمی صورت میں محفوظ ہیں، ان کے قلمی آثار کی تفاصیل درج ہیں :

مثنوی :

پنجاب یونیورسٹی کے ذخیرۂ شیرانی میں شعور کی ایک مثنوی کا قلمی نسخہ موجود ہے۔ یہ مثنوی ایک عاشقانہ داستان محبت ہے جسے شعور نے سنہ ۱۲۵۳ھ میں گلزار نسیم کی بحر اور تقریباً اسی انداز میں تصنیف کیا ہے۔ ۲۳

دیوان اول :

شعور کے دیوان اول۲۴ کا قلمی نسخہ "گڑھی یاسین ضلع شکارپور سندھ" میں محفوظ ہے۔ اس نسخے کا اجمالی تعارف راقم‌الحروف نے قومی زبان میں کرادیا تھا۔ یہ نسخہ ۱۴ × ۲۱½ س م کے تین سو بتیس (۳۳۲) صفحات پر مشتمل ہے، ایک صفحے میں تقریباً گیارہ سطریں ہیں، یہ نسخہ سیاہ روشنائی میں خط نستعلیق، نستعلیق شکستہ آمیز میں لکھا گیا ہے۔ کاتب کا نام اور تاریخ کتابت مندرج نہیں۔ کاغذ دبیز مٹیالا ہے۔ یہ صرف دیوان غزلیات ہے جس میں تمام ردیفوں میں غزلیں ملتی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ردیف الف : ۸۷ غزلیں، ص: ۱—۱۰۶،
ردیف ب : ۹ غزلیں، ص: ۱۰۶—۱۱۷،
ردیف پ : ۲ غزلیں، ص: ۱۱۷—۱۱۹،
ردیف ت : ۶ غزلیں، ص: ۱۱۹—۱۲۶،
ردیف ٹ : ۲ غزلیں، ص: ۱۲۶—۱۲۷،
ردیف ث : ۳ غزلیں، ص: ۱۲۷—۱۳۰،
ردیف ج : ۲ غزلیں، ص: ۱۳۰—۱۳۲،
ردیف چ : ۲ غزلیں، ص: ۱۳۲—۱۳۴،
ردیف ح : ۳ غزلیں، ص: ۱۳۴—۱۳۷،

ردیف خ : ۱ غزل، ص: ۱۳۷—۱۳۸،

ردیف د : ۵ غزلیں، ص: ۱۳۸—۱۴۴،

ردیف ذ : ۱ غزل، ص: ۱۴۴—۱۴۶،

ردیف ر : ۱۳ غزلیں، ص: ۱۴۶—۶۱ ،

ردیف ڑ : ۲ غزلیں، ص: ۱۶۱—۱۶۳،

ردیف ز : ۳ غزلیں، ص: ۱۶۳—۱۶۶،

ردیف س : ۴ غزلیں، ص: ۱۶۶—۱۷۱،

ردیف ش : ۲ غزلیں، ص: ۱۷۱—۱۷۴،

ردیف ص : ۱ غزل، ص: ۱۷۴—۱۷۵،

ردیف ض : ۱ غزل، ص: ۱۷۵،

ردیف ط : ۱ غزل، ص: ۱۷۶—۱۷۷،

ردیف ظ : ۱ غزل، ص: ۱۷۷—۱۷۸،

ردیف ع : ۱ غزل، ص: ۱۷۸—۱۸۰،

ردیف غ : ۲ غزلیں، ص: ۱۸۰—۱۸۲،

ردیف ف : ۲ غزلیں، ص: ۱۸۲—۱۸۴،

ردیف ق : ۲ غزلیں، ص: ۱۸۴—۱۸۷،

ردیف ک : ۲ غزلیں، ص: ۱۸۷—۱۸۹،

ردیف گ : ۱ غزل، ص: ۱۸۹—۱۹۰،

ردیف ل : ۳ غزلیں، ص: ۱۹۰—۱۹۴،

ردیف م : ۵ غزلیں، ص: ۱۹۴—۲۰۱،

ردیف ن : ۳۴ غزلیں، ص: ۲۰۱—۲۵۴،

ردیف و : ۱۷ غزلیں، ص: ۲۵۴—۲۷۵،

ردیف ہ : ۴ غزلیں، ص: ۲۷۵—۲۷۹،

ردیف ی : ۴ غزلیں، ص: ۲۷۹—۳۳۲ = کل غزلیں ۲۷۴ -

دیوان دوم و سوم :

شعور کے دیوان دوم و سوم کے قلمی نسخے "کتب خانہ انوری، تکیہ شریف کاکوری، لکھنو" میں ھیں۔ راقم‌الحروف امسال سفر ھند کے دوران کاکوری گیا۔ "متولیان تکیہ شریف" کی مہربانی سے ان دواوین کو صرف ایک سرسری نظر سے دیکھنے کا موقع ملا۔ سرسری ورق گردانی سے (جو صرف چند منٹوں پر مشتمل تھی) مندرجہ ذیل باتوں کو یاد رکھ سکا ھوں ؛ چونکہ یہ معلومات خالصتہً یاد داشت پر مبنی ھیں ، لہذا دواوین کے اندراجات کے ذیل میں سہو و نسیان کا امکان موجود ھے۔ دیوان دوم و سوم کے قلمی نسخے فولس کیپ سے قدرے چھوٹے سائز کے ھیں۔ دونوں نسخے سیاہ روشنائی سے، خط نستعلیق رواں میں تحریر کردہ ھیں ؛ خط کی یکسانیت سے اندازہ ھوتا ھے کہ دونوں کا کاتب ایک ھی ھے۔ کاغذ مٹیالا دبیز ھے۔ ھر دیوان تقریباً تین سو صفحات پر مشتمل ھے۔ دیوان دوم کا آغاز حمد و نعت و منقبت سے ھوتا ھے ، اس کے بعد غزلیات، آخر میں قطعات و رباعیات اور چند مثنویاں ھیں۔ یہ دیوان بے حد کرم خوردہ اور آب رسیدہ ھے لیکن اس کا مکمل متن محفوظ ھے۔ اس کے آخر میں ایک ترقیمہ بھی ھے جسے میں اجازت نہ ملنے کی وجہ سے نقل نہیں کر سکا۔ دیوان سوم کا آغاز بھی حمد و نعت و منقبت سے ھوا ھے؛ اس کے بعد غزلیات، اور آخری حصے میں مستزاد، ترکیب بند اور غالباً ایک یا دو مثنویاں۔ دیوان سوم پر بھی کرم خوردگی کے آثار نمایاں ھیں لیکن اس کا بھی بیشتر متن محفوظ ھے۔ اس کے آخر میں جو مثنوی ھے اس میں شعور نے اپنے -الات بیان کیے ھیں۔

انتخاب کلام شعور:

شبہۂ جنبشِ لبِ عاشق محزوں کو ہوا
اس قدر لطفِ خموشی تری تصویر میں تھا
سجدۂ شکر دمِ نزع مجھے سہو ہوا
حسنِ آوازِ حزیں نعرۂ تکبیر میں تھا

—

پوچھتا میں جو مرے عہد میں ہوتا مجنوں
میں نے پامال کیا دشتِ مغیلاں کیسا؟

—

ھجر کی شب کیا پلٹ آئی ہے پھر ہو کر سحر
صبح کے تارے میں عالم ہے چراغِ شام کا

—

برنگِ نکہتِ گل مجھ کو قیدِ سمت نہیں
ہوا جدھر کی ہوئی میں ادھر روانہ ہوا
اڑے نہ ضعف سے ہم مثلِ مرغِ قبلہ نما
قفس ہمارے لیے اپنا آشیانہ ہوا
طمع نے دانے کی مجھ کو اسیرِ دام کیا
جو حیلہ رزق کا تھا موت کا بہانہ ہوا

—

جو نقشِ موجِ آب بنا اور بگڑ گیا
مطلب باضطراب بنا اور بگڑ گیا
کھلتے ہی آنکھ وہ نظر آیا نہ پھر ہمیں
کیسا طلسم خواب بنا اور بگڑ گیا
کس خستہ و خراب کی مٹی ہے اے کلال
جو ساغرِ شراب بنا اور بگڑ گیا

آکر چلا گیا جو وہ مہرِ سپہرِ حسن
گھر برجِ آفتاب بنا اور بگڑ گیا

عجیب عالم ہے چشم بد دور آنکھ میں جو دیا ہے کاجل
دھنویں کی زنجیر میں کسی نے اسیر ہوتے ہرن نہ دیکھا

فشارِ قبر کو میں مہرِ مادری سمجھا
ملی جو مٹی سے مٹی لپٹ کے پیار کیا
تری تواضع و تعظیم کا نہ تھا مقدور
اٹھے جہان سے ہم نقدِ جاں نثار کیا

سنا سوال تو کھینچا بدن سے اپنے پوست
یہی بساط میں تھا پیرہن نکال دیا

عشقِ شیریں کا مزا ہے یہی بس اے فرہاد
دودھ کی نہر ہو ہر تارِ کفن سے پیدا

فصلِ گل آتی ہے زنداں سے رہا کر ورنہ
قفلِ در توڑ ہی ڈالونگا میں زنجیر سمیت
دیکھتے اهلِ زمیں خوب تماشا اس کا
تا فلک آہ نہ پہنچی مری تاثیر سمیت

چاکِ دل سوزنِ عیسیٰ سے سلاؤں کیونکر
رشتۂ عمر میں پیوند لگاؤں کیونکر
عشق ہے مجھ کو ترے در پہ جبیں سائی کا
نہیں مٹتا خطِ تقدیر مٹاؤں کیونکر

یار کی شمع تجلی کا ہوں گو دیوانہ
پر فرشتوں کے وہاں جلتے ہیں جاؤں کیونکر
گرچہ ہوں سیف زباں دیدۂ انصاف کہاں
خلق کو جوہرِ ذاتی میں دکھاؤں کیونکر
داغِ الفت ہے جوانی میں چراغِ سر شام
صبحِ پیری نہ ہو جب تک تو بجھاؤں کیونکر

صورت خوانِ تہی ہے آسماں بالائے سر
جا نہ اے دست ہوس تو بہرِ ناں بالائے سر
کیا کروں زیرِ زمیں آرام میں نازک مزاج
جب عیاں ہو نقشِ پائے رہرواں بالائے سر
شرمِ عصیاں سے نہیں محشر میں یارائے دعا
زیر پا ہوویں مری آنکھیں ، زباں بالائے سر
آسماں سے کون لے احسانِ تاج خسروی
اٹھ سکے گا کس سے یہ بار گراں بالائے سر
خفتگانِ خاک شاکی پائمالی کے رہے
اور گذرا رفتہ رفتہ کارواں بالائے سر
یہ نظر آتا ہے ضبط اشک سے مجھ کو شعور
چشمِ گریاں ہوں عیاں فوارہ ساں بالائے سر

ہستی میں عدم سے آ رہا ہوں
سیاح ہوں جا بجا رہا ہوں
میں شبنم صبح دم ہوں وہ گل
روتا ہوں ولے ہنسا رہا ہوں

نزدیک ہے آفتابِ محشر
میں دامنِ تر سکھا رہا ہوں
ہے مشق عذاب گور مجھ کو
آفات جہاں اٹھا رہا ہوں
پانی کی طرح ہوں پاک طینت
ہر رنگ میں گو ملا رہا ہوں

یہ ہے شہیدِ تیشہ تو وہ بسملِ فراق
فرہاد و قیس خستہ جگر، دونوں ایک ہیں
جس کو سرور ہے مئے وحدت کے جام کا
اس کی نظر میں شمس و قمر دونوں ایک ہیں

حواشی

۱- مصحفی حیات و کلام: ص ۱۵۹-

۲- آب بقا، ص: ۵۷ ، سراپا سخن ، ص: ۵۱ ، ارمغان گوکل پرشاد ص: ۴۶ ، سخن شعراؑ ، ص : ۳۴۷ ، خوش معرکہ زیبا،ص : ۵۰۵ شمیم سخن : ص : ۱۲۹، ریاض الفصحا ، ص: ۱۶۱ ، خمخانہ جاوید، ص: ۴ ، عمدہ منتخبہ ، ص: ۳۶۷ -

۳- سراپا سخن: ص ، ۸۰ ارمغان گوکل پرشاد، ۴۶، ریاض الفصحا، ۱۶۱، تاریخ ادب ہندوستانی، ۶۲۳-

۴- ریاض الفصحا ، ۱۶۱ ، تلامذہ مصحفی ۱۷۶ ، روز روشن ، ۴۰-

۵- تلامذہ مصحفی ، ص: ۱۷۶-

۶- آب بقا ، ص: ۵۷-

۷- ریاض الفصحا ، ص: ۱۶۱-

۸- ایضاً ، ص: ۱۶۱-

۹- ایضاً ، ص: ۲۰۷ -

۱۰- ایضاً ، ص: ۱۷۵ ، مصحفی حیات و شاعری ، ص: ۱۷۳-

۱۱- آب بقا، ص: ۵۷-

۱۲- ریاض الفصحا، ص: ۱۶۱-

۱۳- دیوان غریب، ص : ۲۵۶-

۱۴- خوش معرکہ زیبا ، مرتبہ شمیم انہونوی ، ص: ۳۶۸ -

۱۵- آب بقا ، ص : ۵۷ -

۱۶- روز روشن، ص: ۴۱ -

۱۷- روز روشن، ص: ۴۱ -

۱۸- تاریخ ادب ہندوستانی، جلد دوم، ص: ۶۲۳ -

۱۹- دتاسی کی اس تاریخ ادب کو مولوی کریم الدین اور فیلن نے طبقات شعرائے ہند کے عنوان سے اردو میں ترجمہ کرکے سنہ ۱۸۴۸ء میں دھلی سے طبع کرایا تھا۔

۲۰- اردو شعراء کے تذکرے اور تذکرہ نگاری، ص: ۳۰۴ -

۲۱- روز روشن، ص ۴۰ -

۲۲- خوش معرکہ زیبا، مرتبہ مشفق خواجہ، ص: ۵۰۵ - نسخۂ لکھنؤ میں "ایہام گو مشہور، معنی بند معروف" زاید ہے - رک: خوش معرکہ زیبا: مرتبہ ڈاکٹر شمیم انہونوی، ص: ۳۶۸ -

۲۳- خمخانہ جاوید، جلد پنجم، ص: ۴ -

۲۴- تلامذہ مصحفی، ص: ۱۷۷ - جمیل احمد رضوی نے مثنوی کا عنوان "مثنوی شعور"، شاعر کا نام: شعور شاہ اور سنہ کتابت ۱۲۹۵ھ لکھا ہے، رک: ذخیرہ شیرانی میں اردو مخطوطات، مرتبہ جمیل احمد رضوی، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، سنہ ۱۹۸۶ء، ص: ۳۰ -

۲۵- زیر بحث دیوان کو دیوان اول کہنے کی دلیل یہ ہے کہ مصحفی نے ریاض الفصحا میں شعور کے ۱۱۹ اشعار کا انتخاب دیا ہے، ان منتخبہ اشعار میں سے بیشتر اشعار زیر بحث قلمی نسخے میں ملتے ہیں، واضح ہو کہ ریاض الفصحا میں مصحفی نے اپنے نووارد تلامذہ کا ذکر کیا ہے۔

۲۶- آشیانہ ادب کے مخطوطات، ڈاکٹر ظفر اقبال، قومی زبان، نومبر ۱۹۸۵ء، ص: ۳۱ -

کتابیات

(۱)

۱- افسر صدیقی امروھوی: "تلامذۂ مصحفی"، کراچی، مکتبہ نیا دور، ۱۹۷۹ء-

۲- افسر صدیقی امروھوی: "مصحفی عہد و فن"، کراچی، مکتبہ نیا دور، ۱۹۷۵ء-

۳- جمیل احمد رضوی: "ذخیرۂ شیرانی میں اردو مخطوطات" اسلام‌آباد، مقتدرۂ قومی زبان، ۱۹۸۶ء-

۴- خواجہ عبدالرؤف عشرت: "تذکرہ آب بقا" مرتبہ جعفر علی نشتر، لکھنؤ، نامی پریس، ۱۹۳۸ء-

۵- سرور، اعظم‌الدولہ: "تذکرہ عمدۂ منتخبہ"، مرتبہ ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی، دھلی، دھلی یونیورسٹی، ۱۹۶۱ء-

۶- سری رام: "تذکرہ خم‌خانۂ جاوید"، جلد پنجم، دھلی، ۱۹۴۰ء-

۷- سعادت خان ناصر: "تذکرہ خوش معرکۂ زیبا" مرتبہ مشفق خواجہ، لاھور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۰ء-

۸- سعادت خان ناصر: "تذکرہ خوش معرکۂ زیبا" مرتبہ ڈاکٹر شمیم انہونوی، لکھنؤ، نسیم بک ڈپو، ۱۹۷۱ء-

۹- عبدالحی صفا بدایونی: "تذکرہ شمیم سخن"، جلد اول، مرادآباد، مطبع امدادالہند، ۱۲۸۹ھ-

۱۰- فرمان فتحپوری، ڈاکٹر: "اردو شعراء کے تذکرے اور تذکرہ نگاری"، لاہور، مجلس ترقیٔ ادب، ۱۹۷۲ء۔
۱۱- گوکل پرشاد: "ارمغان گوکل پرشاد"، مرتبہ ڈاکٹر فرمان فتحپوری، کراچی، انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۷۵ء۔
۱۲- محسن لکھنوی، سید محسن علی: "سراپا سخن"، تلخیص و ترتیب از ڈاکٹر اقتدا حسن، لاہور، اظہار سنز، ۱۹۷۰ء۔
۱۳- مصحفی، غلام ہمدانی: "ریاض الفصحاء" (عکسی طباعت)، لکھنؤ، اتر پردیش اردو اکیڈمی، ۱۹۸۵ء۔
۱۴- مظفر حسین صبا گوپاموی: "تذکرہ روز روشن"، تلخیص و ترجمہ عطا کاکوی، پٹنہ، ادارہ تحقیقات عربی و فارسی، ۱۹۶۸ء۔
۱۵- نساخ، عبدالغفور: "سخن شعرا" (عکسی طباعت)، لکھنؤ اتر پردیش اکیڈمی، ۱۹۸۲ء۔

(۲)

۱- امیر احمد علوی: "حیات مصحفی"، مشمولہ "یادگار مصحفی"، کراچی، انجمن سادات امروہہ۔
۲- ظفر اقبال، ڈاکٹر: "آشیانۂ ادب کے مخطوطات" مشمولہ قومی زبان کراچی، بابت نومبر ۱۹۸۵ء۔

(۳)

۱- دیوان شعور، عکسی نقل: مملوکہ راقم الحروف (قلمی مخزونہ آشیانۂ ادب)۔
۲- گارسیں دتاسی: "تاریخ ادب ہندستانی"، مترجمہ و مرتبہ سکستان للیان نذرو، جلد اول، ٹائپ شدہ، مخزونہ کتب خانہ جامعہ کراچی۔